﴿اِنّ مِنَ الشِّعرِ حِکمۃً﴾
(بخاری شریف ۲/ ۹۰۸)

گنجینۂ اشعار معرفت

افادات و پسندیدہ اشعار

شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب اعظمی
مدظلہ العالی و زاد فضلہ السامی

جمع وترتیب

شفیق الرحمٰن وعتیق الرحمٰن الاعظمیان
آزادول جنوبی افریقہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ناشر
مدرسہ دعوۃ الحق دارالفقراء والمساکین 24 Limbda street azaadville 1750

شغل میرا بس اب تو الٰہی   شام و سحر ہو اللہ اللہ

(از خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحبؒ خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

شغل میرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو اللہ اللہ

ذکر کی اب توفیق ہو یا رب کام کا یہ ناکام ہو تیرا   قلب میں ہر دم یاد ہو تیری لب پہ ہمیشہ نام ہو تیرا
تجھ سے بہت رہتا ہے گریزاں اب دل وحشی رام ہو تیرا   مجھ کو استقلال عطا کر پختہ اب یہ خام ہو تیرا

شغل میرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو اللہ اللہ

ذکر ترا کر کر کے الٰہی دور کروں میں دل کی سیاہی   چھوڑ کے حب مالی و جاہی اب تو کروں میں فقر میں شاہی
شام و سحر بے شغل مناہی میرے گنہ ہیں لا متناہی   کس سے کہوں میں اپنی تباہی تو ہی میری کر پشت پناہی

شغل میرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو اللہ اللہ

نفس کے شر سے مجھکو بچالے اے مرے اللہ اے مرے اللہ   پنجۂ غم سے مجھ کو چھڑالے اے مرے اللہ اے مرے اللہ
سن مرے نالے سن مرے نالے اے مرے اللہ اے مرے اللہ   اپنا بنالے اپنا بنالے اے مرے اللہ اے مرے اللہ

شغل میرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو اللہ اللہ

اپنی رضا میں مجھ کو مٹا دے اے مرے اللہ اے مرے اللہ   کر دے فنا سب مرے ارادے اے مرے اللہ اے مرے اللہ
جام محبت اپنا پلا دے اے مرے اللہ اے مرے اللہ   دل میں میری یاد اپنی رچا دے اے مرے اللہ اے مرے اللہ

شغل میرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو اللہ اللہ

دیدہ و دل میں تجھ کو بسا لوں سب سے ہٹا لوں اپنی نظر میں   تیرا ہی جلوہ پیش نظر ہو جاؤں کہیں میں دیکھوں جدھر میں
تیرا تصور ایسا جما لوں قلب میں مثل نقش حجر میں   بھول سکوں تا عمر نہ تجھ کو چاہوں بھلانا خود بھی اگر میں

شغل میرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو اللہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گنجینۂ اشعار معرفت

علامہ ابن عبد البر مالکیؒ کی کتاب جامع بیان العلم و فضلہ میں ابو بکر بن دریدؒ کے اشعار ہیں حضرت والا مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم ودمت فیوضہم شروع سال میں پہلے دن دورۂ حدیث کے طلبہ کو یہ اشعار سناتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حدیث کے طالب علموں کو ان صفات سے متصف ہونا چاہئے جو ان اشعار میں بیان کی گئیں ہیں، اور فرماتے ہیں کہ اس کو اپنے کاپی کے ٹائٹل پر لکھ لیجئے روزانہ صبح ناشتہ کے وقت دیکھ لیجئے گا ،یہ علمی ناشتہ رہے گا .

مصنفؒ ایک روایت ذکر کرتے ہیں جس میں فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کو علماء پر دو درجہ فضیلت ہے اور علماء کو شہداء پر ایک درجہ فضیلت ہے ایسا کیوں ؟ حالانکہ اس میں ذرا اشکال ہوگا کیونکہ قرآن میں ہے: من النبیین و الصدیقین و الشھداء قرآن میں صدیقین کو شہداء پر مقدم کیا گیا ہے حالانکہ شہید تو شہید ہے تو شاید اس سے وہ علماء مراد لیتے ہونگے جو علماء صدیقین ہیں جو احیاءِ دین کا کام کرتے ہیں شہید تو بیچارے شہید ہوگئے جان دیدی ان کو بے شک ثواب مل گیا لیکن ان کا سلسلۂ محنت منقطع ہوگیا اور جو زندہ رہتے ہیں اور محنت کرتے رہتے ہیں ان سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہتا ہے .

اس کے بعد کہتے ہیں کہ مجھے بعض اساتذہ نے ابو بکر بن درید کے یہ اشعار سنائے :

أهلاً و سهلاً بالذينَ أُحِبُّهم   و أوَدُّهم في اللّٰهِ ذي الآلاءِ

میں اھلاً وسھلاً کہتا ہوں ان لوگوں کو جن سے محبت کرتا ہوں جن سے میں مودت رکھتا ہوں

اللہ کیلئے جو بہت ساری نعمتوں والا ہے .

أهلاً بـقـومٍ صالحينَ ذَوِی تُقًیً　　غُرِّ الوُجوهِ و زَينِ كلِّ مَلاءٍ

مبارک بادی ہے نیک تقوی والے لوگوں کیلئے جو روشن چہرے والے اور ہر مجلس کی زینت ہیں جیسے اردو شاعر کہتاہے ؎

جہاں جاتے ہیں تیرا ہم فسانہ چھیڑدیتے ہیں　　کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

افریقہ ہو یا انڈیا ، انگلینڈ ہو یا امریکہ یا ایشیا جہاں بھی ہوں تیری ہی بات کرتے ہیں .

يَسعونَ فی طلبِ الحديثِ بِعِفةٍ　　و توقُّرٍ و سكينةٍ و حياءٍ

حدیث کی طلب میں پاکدامنی ، وقار ، اطمینان اور حیاء کے ساتھ کوشش کرتے رہتے ہیں .

گزشتہ سال ہمارا ایک سبق ہوا تھا مدینہ منورہ میں ایک شیخ (شیخ زہیر بن ناصر الناصر) کے گھر میں شرح اَربعین کا ، ہمارے بعض شاگرد بھی وہاں تھے ہم نے کہا ذرا یہ اشعار اس مجلس میں پڑھ دیں بہت مزیدار ہیں اسکو یاد تھے پڑھ دیئے ، اسلئے اسکو زبانی یاد کرلیجئے .

تو طالبینِ حدیث کو ان صفات سے متصف ہونا چاہئے :

لهمُ المَهابةُ والجلالةُ والنُّهی　　و فضائلٌ جلّت عنِ الاحصاء

ان کیلئے ایک ہیبت ہے جلالت یعنی عظمت ہے اور انکے پاس عقل ہے سمجھدار لوگ ہیں بیوقوف لوگ نہیں ہیں اور ایسے فضائل ہیں جو شمار سے باہر ہیں .

فضائلٌ پر تنوین پڑھیں گے ضرورتِ شعری کی وجہ سے ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کے وصال کے وقت یہ اشعار پڑھے تھے (اس میں مصائب پر تنوین ہے ضرورۃً) :

صُبَّت علَیّ مَصائبٌ لَو أنّها　　صُبّت علی الأيّامِ صِرنَ لياليَ

میرے اوپر اتنے مصائب آئے کہ اگر دن پر ڈالدئے جائیں تو اندھیرے ہوجائیں .

و مدادُ ماتَجری به أقلامُهم　　أزکیٰ و أفضلُ من دمِ الشُّهداءِ

وہ روشنائی جسکے ساتھ انکے قلم چلتے ہیں وہ شہدا کے خون سے زیادہ پاکیزہ اور افضل ہیں .

يا طالبی علمِ النبی محمدٍ (ﷺ)　　ما أنتمُ و سِواكمُ بسَواءِ

طالبی یہ طالبین کی جمع ہے نون اعرابی اضافت کی وجہ سے گر گیا ہے ، اور دیکھئے سِواکم اور بسَواءِ یہ دونوں برابر نہیں ہیں دونوں الگ الگ ہیں ، اے محمد ﷺ کے علم کے طالبین آپ اور آپکے سوا دونوں برابر نہیں ، آپکو صفِ اول میں ہونا چاہئے ، تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ ہونا چاہئے آپکو تقوی سے آراستہ ہونا چاہئے ، عفت ، وقار ، سکینہ اور حیاء سے مزین ہونا چاہئے ، آپکی ایک شان ہونی چاہئے یہ گھومنے والے پھرنے والے طالبعلموں کی طرح تھوڑا ہی ہوتے ہیں جہاں مہلت ملی چلے گئے لغویات اور منہیات کی جگہ پر ، یہ مطلب ہے شعر کا .

علامہ ابن عبدالبرؒ نے أصحابی کالنجوم والی حدیث پر بحث کی ہے دیکھئے جامع بیان العلم وفضلہ ۲/۹۰ ، بہت سے لوگ کہیں گے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ردی کی ٹوکری میں ڈالدو ، ہمارے پاس ابن قیم کی ایک کتاب ہے اس کا نام ہے 'مفتاح دار السعادۃ' اس میں انہوں نے اس حدیث کو بغیر رد وقدح کے ذکر کیا (۱/۲۶۰) .

مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلیؒ نے اقامۃ الحجۃ اور تحفۃ الاخیار میں اس حدیث کی طرف سے مدافعت کی ہے اور اس کے موضوع ہونے کی نفی کی ہے ، اقامۃ الحجۃ میں لکھا ہے کہ کثرتِ طرق سے حسن کے درجہ کو پہونچ گئی ہے اسی لئے صنعانی نے تحسین کی ہے دیکھئے ص ۴۹. اور تحفۃ الاخیار میں بھی لکھا ہے کہ بیہقی نے مختلف سندوں سے بیان کی ہے اسلئے حدیث حسن ہے دیکھئے ص ۶۳

علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی اس حدیث سے اپنی بعض کتب میں سکوت کیا ہے اور امام احمدؒ سے اس حدیث سے استدلال کرنا ذکر کیا ہے دیکھئے تحفۃ الاخیار کا حاشیہ ص ۶۲ و ۶۳ لعبدالفتاح ابی غدۃؒ .

امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں کسی صحابی کی رؤیت سے تابعیت ثابت ہوجاتی ہے رؤیت کو کثر شوافع بھی مانتے ہیں مگر روایت کے بارے میں اختلاف کیا ہے ، سیوطی نے روایت کا بھی اقرار کیا ہے . دیکھئے تبییض الصحیفۃ للسیوطی ص ۲۲ بتقدیم الشیخ محمد عبدالرشید النعمانیؒ .

اور امام ابوحنیفہؒ کی توثیق میں ثوری کا کلام ہم اپنے مقدمہ ھدیۃ الدراری لطالبی صحیح البخاری میں ذکر کر چکے ہیں .

اور ایک دلچسپ بات یہ لکھی ہے کہ آپکی ماں سندھی تھیں تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہندی

ہوئیں اسلئے کہ سندھ تو ہند میں ہے اسی لئے شاید ہند والوں نے اکثریت سے اس مذہب کو قبول کیا ہے ، انکی امام ابو حنیفہؒ سے رشتہ داری بھی ہوتی ہے ، یہ بڑی دلچسپ بات ہے .
(دیکھئے جامع بیان العلم وفضلہ ۲/۱۴۸)

اس کے بعد ایک بزرگ کا ایک قول ہے یہ بھی بڑا اچھا ہے کہ اللہ تعالی کی مخلوق میں کوئی نہیں ہے مگر اس کا کوئی قول لیا جاتا ہے اور کوئی قول چھوڑا جاتا ہے الا النبیﷺ ، مجاہد کا قول ہے سفیان بن عیینہ نے اس کونقل کیا ہے . (دیکھئے جامع بیان العلم وفضلہ ۲/۹۱)

سلیمان تیمی ایک بزرگ ہیں جو بڑے محدث تھے فرماتے ہیں کہ اگر تم ہر عالم کی رخصت کو لیلوتو ساری برائیاں تمہارے اندر جمع ہوجائیں گی ، (آجکل غیر مقلدین یہی چاہتے ہیں کہ جتنی رخصتیں ہیں سب جمع کرلی جائیں) ، یہ ایک ایسی بات ہے جس میں کوئی اختلاف معلوم نہیں .
(ایضا ۲/۹۲)

یہ کتاب بڑی عمدہ سمجھی جاتی ہے ، اس کا ایک شعر ہے : (۲/۱۶۱)

یـا ناطح الجبلِ العالی لِیُکلمَه اشفِق علی الرّأسِ لا تُشفِق علی الجبلِ

اے بلند پہاڑ کو سینگ مارنے والے اس کو زخمی کرنے کیلئے اپنے سر پر رحم کھاؤ پہاڑ پر نہیں ، اسلئے کہتے ہیں کہ جس نے شیشہ کا گھر بنایا ہو وہ دوسرے کے گھر پر پتھر نہ پھینکے ، اسلئے بعض الناس نہیں کہنا چاہئے ورنہ وہ پتھر اگر ٹکرا کر ادھر آجائے گا تو شیشہ کا گھر چور چور ہوجائیگا ، یہ شعر حسین بن حمید کا ہے .

اور اسی صفحہ میں اعشی کا یہ شعر بھی ہے ، فرماتے ہیں ؎

کناطحِ صخرةٍ یوما لِیُوهِیَها فلم یضُرّها وأوهیٰ قرنَه الوعلُ

اور ابوالعتاھیہ کا یہ شعر بھی ہے :

من ذا الذی ینجو من الناس سالما و للناس قالٌ بالظنون وقیلٌ (۲/۱۶۱)

لیث بن سعد مصریؒ فرماتے ہیں : **أحصیتُ علی مالکِ بنِ انسؓ سبعین مسئلةً کلُّها مخالفةٌ لسنةِ النبیﷺ ممـا قال مالکٌ فیها برَأیِه ، قال : ولقد کتبتُ الیه**

فی ذلک . (۲/ ۱٤۸)

ستر مسائل ایسے ہیں جن میں امام مالکؒ نے سنت کی مخالفت کی ہے اور اپنی رائے سے فیصلہ کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے خط بھی لکھا تھا، اور کسی کتاب میں میں نے پڑھا ہے کہ اس پر ایک عالم نے کتاب لکھی ہے جس میں ان مسائل کو جمع کیا ہے، اگر احناف ایسا کرتے تو لوگ آسمان سر پر اٹھا لیتے یہاں ایسا نہیں ، اسلئے کہ امام مالکؒ امام دار الہجر ۃ تھے ، اس کیلئے یہ شعر سن لیجئے ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو رسوا نہیں ہوتے

دیکھئے یہ مصنف خود مالکی ہیں لیکن یہ بتانا چاہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ پر لوگ بہت الزام لگاتے ہیں کہ اتنی مخالفت کی، اتنی مخالفت کی، کون امام مجتہد ہے جس نے کسی حدیث کی مخالفت نہ کی ہو؟ ہر امام مجتہد کے خلاف حدیثیں ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں کیونکہ احادیث میں بظاہر تعارض ہے تو سب حدیثوں کے مطابق کوئی کیسے کہہ سکتا ہے یہ ممکن نہیں ، ہر امام مجتہد نے کچھ حدیثیں چھوڑی ہیں کچھ لی ہیں، اور یہاں تو یہ لکھتے ہیں کہ اپنی رائے سے انہوں نے کہا، ہم حسنِ ظن رکھ کر یہ سمجھیں گے کہ انکی رائے ماخوذ ہوگی حدیث سے، اسلئے سارا نزلہ امام ابوحنیفہؒ پر ہی نہیں آنا چاہئے سب کے یہاں یہی بات ہے . (دیکھئے جامع بیان العلم ۲/۱۴۸)

عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے : **أوّلُ العـلـمِ النيةُ ثمّ الاستماع ثم الفَهم ثم الحِفظُ ثـم العملُ ثم النَّشر** . (جامع بیان العلم ۱/ ۱۱۸ منازل العلم) ، ومثله جاء عن فضيل بن عياض و سفيان الثوری ومحمد بن النضر الحارثی مع تغيير يسير . (ايضا)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں : علم حدیث سے وابستگی اور مزاولت انسان میں صحابیت کی شان پیدا کر دیتی ہے، اس شعر میں اس کی طرف اشارہ ہے :

أهلُ الحديثِ هُمُ أهلُ النبی(ﷺ) و ان لم يَصحَبُوا نفسَه أنفاسَه صَحِبُوا

(فوائد جامعہ ص۳۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشعار

یہ اشعار حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی دامت برکاتہم اپنے بیان میں پڑھتے رہتے ہیں حضرت سے تعلق رکھنے والے احباب کی درخواست پر انکو یک جا جمع کیا گیا ہے تاکہ دوسروں کو بھی فائدہ ہو اللہ تعالی سب کیلئے نافع بنائے اور ذریعۂ نجات بنائے ؛ آمین

(عربی)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عزیز الحق صاحب بنگلہ دیشی مدظلہ نے اپنے استاذ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تعریف میں ایک شعر فرمایا :

و اذ جاء بی قدری الیه وجدتُّه بحارَ علومٍ ما لها من سواحلٍ

....

ابیات للسهیلیؒ

یَا مَن یرَی ما فی الضّمیرِ و یَسمَعُ اَنتَ المُعَدُّ لکلِّ ما یُتوقعُ
یا مَن یُرجّی للشدائدِ کلّها یا مَن الیه المُشتکی و المَفزَعُ
یا مَن خزائنُ رزقِه فی قولِ کُن أُمنُن فانّ الخیرَ عندک أَجمعُ
مالی سوی فقری الیک وسیلةٌ فبِالافتقارِ الیک فقری أرفعُ
و مَنِ الذی أَدعو و أَهتِفُ باسمِه ؟ اِن کانَ فضلُک عن فقیرٍ یُمنعُ
حاشا لِمَجدِک أن تُقنِّطَ عاصیاً الفضلُ أَجزَلُ و المواهبُ أَوسعُ

مالی سِوی قَرعی لِبابِک حیلةٌ　　فلَئِن ردَدْتَ فأیّ بابٍ أَقرَعُ ؟
اِن کانَ لا یرجوکَ الا مُحسن　　فالمذنبُ العاصی الی مَن یرجعُ ؟
ثمّ الصلوةُ علی النبی و آلِه　　خَیرِ الأنامِ و مَن به یُتشفّعُ

شرح شرعة الاسلام ص ٤١٩ و ترجمان الشریعة والطریقة ص٦٦

یا خیرَ مَن دُفنَت بالقاعِ أعظُمُه　　فطابَ من طیبِهنّ القاعُ و الأکَمُ
نفسی الفداء لقبرٍ انتَ ساکنُه　　فیه العفافُ و فیه الجودُ و الکرمُ

یہ دونوں شعر مسجد نبوی میں روضۂ اقدس کے اوپر جا لیوں کے درمیان دوستونوں پر لکھے ہوئے ہیں

انتَ النبی الذی تُرجی شفاعتُه　　عند الصراطِ اذا ما زلّت القدم
و صاحباک لا انسا هما أبداً　　منی السلام علیکم ما جری القلمُ

القول البدیع ص ۱۵۷ و فضائل حج ص ۱۳۱ شیخ محمد زکریا کاندھلویؒ

ما اِن مدَحتُ محمداً بمقالتی　　و لکن مدَحتُ مقالتی بمحمدِ

نحن الذین بایعوا محمدا　　علی الجهادِ ما بقینا ابداً
و اللّٰه لو لا اللّٰه ما اهتدینا　　و لا تصدّقْنا و لا صلّینا
فأنزلَن سکینةً علینا　　و ثبِّتِ الأقدامَ اِن لاقَینا
اِنّ الأولٰی قد بغوا علینا　　اذا أرادوا فتنةً أبَینا
اللّهم لا عیشَ الا عیشُ الآخرة　　فاغفِرِ الأنصارَ و المهاجرة

بخاری شریف ۲ / ۵۸۸ و ۵۸۹

أنبأ نا خیرُ بنی أدمَ　　و ما علی احمد الا البلاغُ

تعصی الالٰهَ و انتَ تظهرُ حبَّه　　هذا محالٌ فی الفعالِ بدیعٗ
لو کانَ حبُّک صادقاً لأطَعتَه　　انّ المُحبّ لِمَن یُحبَّ مطیعٗ

فلستُ أُبالی حین أُقتَلُ مُسلماً　　علی اَیِّ جنبٍ کانَ فی اللّٰهِ مصرعی
و ذلک فی ذاتِ الالٰه و اِن یشأ　　یُبارِک علی أوصالِ شلوٍ مُمَزَّعِ

یہ اشعار حضرت خبیبؓ نے شہید ہونے سے پہلے پڑھے تھے　　بخاری شریف ۲ / ۵۸۶

اغتنم في الفراغ فضلَ ركوع كم صحيح رأيتُ من غيرِ سُقم	فعسى أن يكونَ موتُك بغتة ذهبتْ نفسُه الصحيحةُ فلتة
أفادتْكم النعماءُ منّى ثلثةً	يدى و لسانى و الضميرَ المحجّبا
و لقد أمُرُّ على اللّئيمِ يَسُبُّني	فمَضَيتُ ثمّةَ قلتُ لا يَعنِيني
و قيدتُ نفسى فى ذراك مَحبةً	و من وجدَ الاحسانَ قيداً تَقيّدا
اِنّ الشبابَ و الفراغَ و الجِدةَ	مَفسَدةٌ للمَرءِ اَىّ مفسدةٍ
اَلا ليتَ الشّبابَ يعودُ يوماً	فأُخبرُه بما فعلَ المشيبُ
خلَقَ اللّٰهُ للحروبِ رجالاً	و رجالاً لقصعةٍ و ثريدِ
أولئك آبائى فجئنى بمثلهم	اذا جمعتْنا يا جريرُ المجامعُ
ما كل ما يتمنى المرأ يُدركُه	تجرى الرّياحُ بما لا تشتهى السفن
جراحات السنان لها التيام	و لايلتام ما جرح اللسان
تسألنى امُّ الخيارِ جملاً	يَمشى رُويداً و يكون أولاً
يزيدُك وجهُه حُسناً	اذا ما زِدتَه نظراً
يا ناطِحَ الجَبلِ العالى لِيُكلمَه	أشفِق على الرّأسِ لا تُشفِق على الجبلِ
كناطحٍ صخرةٍ يوما لِيُوهيَها	فلم يضُرّها و أوهىٰ قرنَه الوعلُ
عينُ الرِّضا عن كلِّ عيبٍ كَليلة	ولكنّ عينَ السُّخطِ تُبدى المساويا
تنازعَ قومٌ فى البخارى و مسلم فقلتُ لقد فاقَ البخاريُّ صحةً	لدىَّ فقالوا اىّ ذين يُقدّم ؟ كما فاقَ فى حسنِ الصناعةِ مسلم

فسدَ النـاسُ و الزمانُ جميعاً كـانَ في الاجتماع بالناسِ نورٌ	فعلـى النـاسِ و الزمانِ سلام ذهـبَ النـاسُ و ادْلَهـمَّ الظـلامُ
بـقـدرِ الـكَـدِّ تُـكتسبُ المَعالى	و مَن طلـب العُلىٰ سهِر الليالى
أعـظـمُ مـا يـكـون الشوق يوماً	اذا دنـت الـخيـام مـن الـخيـام
بـالـلّٰه يا ظَبياتِ القاعِ قلنَ لنا	أ ليلا ىَ منكُنّ أم ليلى من البشرِ
أ وَ كـلما وردت عُكاظَ قبيلةٌ	بَـعَثوا الَـيّ عـريـفَهـم يتـوسَّمُ ؟
بهـا نبـطـىٌّ مـن أهلِ السّوادِ	يُـدرِّسُ أنسـابَ أَهـلِ الـفـلا
اضـاعـونـى و أىَّ فتى أضـاعـو ا	ليـومِ كـريهةٍ و سِـدادِ ثـغـرِ
أنـتَ تـكـونُ مـاجـدٌ نبيـلُ	اذا تهُـبُّ شـمـأ لٌ بِـلَيـل
أزورُهـم و سـوادُ الليل يَشفعُ لى	و أَنثـنِـى و بيـاضُ الصُّبـحِ يُغرى بى
اِن عِشـتَ تُـفـجَـع بالأحبةِ كلهم	و بقاءُ نفسِک لا أبا لک أَفجعُ
فـاِن كنتَ لا تَدرِى فتلکَ مصيبةٌ	و اِن كـنـتَ تَـدرى فـالـمصيبةُ أعظمُ
أَشتـا قُـــه فـــا ذا بـدا	أَطــرَقــتُ مِــن اجـلالِـــه
اذا لـم تـرَ الهـلالَ فسلّـم	لِأُ نـــاسٍ رأوه بـــا لأ بـصـار
شرِبنا و أَهرَقْنا على الارض جرعةً	و لِـلارضِ مـن كـأسِ الكِرام نصيبُ
و عـرَفتُ دينَک لا مَحالةَ أنه ۱؎ لـو لا الـمـلامةُ أو حـذار مسبّةٍ	مِـن خيـرِ أديـانِ البـريةِ ديـنـا لـوَجـدتَّـنـى سـمـحا بذاک مبينا
شـرِبـتُ الاثـمَ حتى ضلّ عقلى	كـذاک الاثـم يَـذهـبُ بـالعقولِ

۱؎ و لـقد علمتُ بان دين محمد ۔ تقریر بخاری حضرت عثمانیؒ مطبوعہ ڈابھیل ص ۱۱۳

كـلُّ شــرابٍ مُسكـر كثيـرُه	مِن تمرةٍ أو عنبٍ عصيرُ ه
فــانّــه مـحَـرّمٌ يسيـرُه	اِنّـى لـكـم مـن شـرّه نـذيـرُه
عينُ الحسودِ عليک الدهرَ حارسةٌ	تُبـدى الـمسـاوىَ و الـحسانَ تخفيه
يَـلـقــاکَ بــالبِشـرِ يُبديه مُكـاثرةً	والـقـلـب مـنـكـتِـمٌ فيـه الذى فيـه
انّ الـحسـودَ بـلا جـرم عداوتُـه	و ليـس يـقبـل عذرا فى تجنّيه
خليلى خليلى دون ريب و ربما	الان امــرأ قــولا فظُـنّ خـليلاً
و ان دعـوتِ الـى جُـلّى و مكرمة	يـومـا سراة كرامِ الناس فادعينا
قـال لـى كيف انت ؟ قلت عليل	سهــر دائــم و حــزن طويـل
اذا التـحـق الاسـافـل بالاعالى	لـقـد دانـت مـنــادمة المنـايا
وكنا نسوس الناسَ والامر أمرنا	اذاً نـحـن فيهم سوقة نتنصف
فـأُفٍ لـدنيـا لا يـدوم نعيمُها	تـقـلّـب تـاراتٍ بنا و تصرّف
و كُـنـا كَـندمانَى جذيمة حقبة	مـن الـدهـر حتـى قيـل لن يتصدعا
فـلـمّــا تـفـرّقـنـا كـانى و مـالِكـاً	لـطـول اجتماع لم نبِت ليلةً معا
اذا امســىٰ و ســادى مـن تـراب	و بــتُّ مــجــاورَ الـرّبّ الـرحيـم
فهــنــونــى اصيـحـابـى و قـولـوا	لک البشـرى قد مت على كريم
و لـقـد أمُـرّ عـلـى الديار ديار ليلى	أُقَبِّـلُ ذا الـجـدار و ذا الـجـدارا
و مـا حـبُّ الـديـار شـغفن قلبى	و لـكـن حــبّ مـن سـكـن الديـارا
يـقولون أقوالا و لا يعلمونها	و ان قيل هاتوا حقِّقُوا لم يحققوا معارف السنن ۲ / ۱۹٤
الا كـلُ شـىء مـا خلا اللهَ باطل	و كــل نـعيــم لا مــحــالةَ زائـل
نعيمک فى الدنيا غرور وحسرةٌ	و انــت قــريبــا عـن مقيلِک راحل

اردو

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اسکے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

تو نے مجھکو کیا سے کیا شوقِ فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

مجھ کو سرا پا ذکر بنادے ذکر تیرا اے میرے خدا
نکلے میرے ہر بنِ مو سے ذکر تیرا اے میرے خدا
اب تو کبھی بھی چھوڑے نہ چھوٹے ذکر تیرا اے میرے خدا
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر تیرا اے میرے خدا
سب خوشیوں کو آگ لگادوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرادوں تجھ سے فقط فریاد رہے
یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹادوں خانۂ دل آباد رہے
اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لا الٰہ الا اللّٰہ لا الٰہ الا اللّٰہ

وہ کھولیں یا نہ کھولیں در اس پر ہو کیوں تیری نظر تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شی نہیں میری
کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے ہے ملک کو جسکی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے
کہاں تک پاسِ بد نامی کہاں تک ضبطِ بیتابی کلیجہ تھام لو یارو کہ میں فریاد کرتا ہوں
دُرفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا
جہاں جاتے ہیں تیرا ہم فسانہ چھیڑدیتے ہیں کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں
پھرتا ہوں دل میں درد کا نشتر لئے ہوئے صحراء و چمن دونوں کو مضطر کئے ہوئے
اس خنجرِ تسلیم سے یہ جان حزیں بھی ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے
کوئی انسان کسی انسان کو کیا دیتا ہے آدمی ایک بہانا ہے حقیقت میں خدا دیتا ہے
بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد فرشتہ بھی یہ ہوجائے تو اس سے بد گماں رہنا

دنیا کے مشغلوں میں بھی وہ با خدا رہے وہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے
بہت ہم نے دنیا میں دیکھا کہ جنکا معطر بدن تھا مشین کفن تھا جو قبر کہن انکی اکھڑی تو دیکھا نہ عضو بدن تھا نہ تارِ کفن تھا
دن عیش کی گھڑیوں میں گزرجاتے ہیں کیسے ایامِ مصیبت تو کاٹے نہیں کٹتے
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بد نام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو رسوا نہیں ہوتے
دامنِ فقر میں میرے پنہاں ہے تاجِ قیصری ذرۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں
پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کئے ہوئے روئے زمین کو کوچۂ یاراں کئے ہوئے
نگاہِ بلند ، سخن دل نواز ، و جاں پر سوز یہی ہے رَختِ سفر میرِ کارواں کیلئے
گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
عدم میں رہتے تو شاد رہتے اسے بھی فکرِ ستم نہ ہوتا جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا جو دل نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا
سمجھ میں صاف آجائے فصاحت اسکو کہتے ہیں اثر ہو سننے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

تیرے جلوں کے آگے ہمتِ شرح و بیاں رکھدی
زبان بے نِگہ رکھدی نگاہِ بے زباں رکھدی

رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

دل کی گہرائی سے تیرا نام جب لیتا ہوں میں
چومتی ہے میرے قدموں کو بہارِ کائنات

ان کی مرضی ہے وہ جس حال میں چاہیں رکھیں
ہم بہر حال نہ گھبرائیں گے ان شاء اللہ

جب تلک مطلب رہا ہر دم خوش آمد میں رہے
کیسے نظریں پھیر لیں مطلب نکل جانے کے بعد

تیرے محبوب کی یا رب شباہت لیکر آیا ہوں
حقیقت تو اسے کردے میں صورت لیکر آیا ہوں

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ یہ بھی میرے دل میں ہے

دکھادے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولی تیری رحمت برستی ہے

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ، یہ آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

ان سے ملنے کی ہے یہی ایک راہ — ملنے والوں سے راہ پیدا کر

تنہا نہ چل سکو گے محبت کی راہ میں — میں جارہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

آئی قضا با ہوش کو بے ہوش کرگئی — ہنگامۂ حیات کو خاموش کرگئی

لائی قضا آئے قضا لے چلی چلے — اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا — انہی کا انہی کا ہوا جارہا ہوں

تجھ سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے — باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے — معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو — ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں [۱]

محمد کا رتبہ رسولوں میں ایسا — انگوٹھی میں ہو جیسے روشن نگینہ
محمد کی چوکھٹ جسے مل گئی ہے — دو عالم کا وہ پا گیا ہے خزینہ
نبیِ مکرم کی سنت پہ چلنا — یہی ہے خدا تک پہنچنے کا زینہ
ہے دل میں مدینہ زبان پہ مدینہ — نگاہوں کے بھی سامنے ہے مدینہ
میرے دل میں ہے سبز گنبد کا نقشہ — اگر پھاڑ کر دیکھئے میرا سینہ
نہ پوچھو کہ کیا کیا گزرتی ہے مجھ پر — جب آتا ہے پُر کیف حج کا مہینہ
شمامہ حنا مشک و عنبر نہیں ہے — دو عالم کے سردار کا ہے پسینہ
بسوئے مدینہ روانہ ہوا ہوں — لگادے خدا پار میرا سفینہ

یا صاحبَ الجمالِ و یا سیدَ البشر — من وجھِک المُنیرِ لقد نوّر القمر
لا یُمکنِ الثناءُ کما کان حقُّه — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا — ذکر میں تاثیر دورِ جام ہے

محبت تجھکو آدابِ محبت خود سکھا دیگی — ذرا آہستہ آہستہ ادھر رجحان پیدا کر

خنجر چلے کسی پر تڑپتے ہیں ہم امیر — سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

۱ یعنی فرشتے

آپ چاہیں ہمیں یہ کرم آپ کا	ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں
شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ	اب اکیلے ہی چلے جائیں گے منزل کو ہم
جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی	جو آ کے نہ جائے وہ بڑھا پا دیکھا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے	آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر	وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا
شکر ہے دردِ دل مستقل ہوگیا	اب تو شاید مِرا دل بھی دل ہوگیا
ظالم ابھی ہے فرصت توبہ نہ دیر کر	وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے	یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے تھا
وہ شہ دو جہاں جس دل میں آئے	مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے
اس طرح سے ہم نے طے کیں منزلیں	گر پڑے ؛ گر کر اٹھے؛ اٹھ کر چلے
گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں	لیکن اسعد آپ سے غافل نہیں
دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی
انکے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پہ رونق	وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے
مرضی تری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے	بس اس کی زبان پر نہ اگر نہ مگر ہے
میں انکے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتا دے	لا مجھکو دکھا انکی طرح کوئی اگر ہے
ایذاءِ خلق نے کیا مجھے خالق سے بھی قریب	فریاد کا ہر لمحہ سہارا لئے ہوئے ہے
یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا	ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں
گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے	مر کے بھی نہ چھوٹے تو کدھر جائیں گے
رحمت کا ابر بنکے جہاں بھر پہ چھائیے	عالم یہ جل رہا ہے برس کے بجھائیے
دل گلستاں تھا تو ہر شی سے ٹپکتی تھی بہار	دل بیاباں کیا ہوا تو عالم بیاباں ہوگیا
درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی	گھر اس کا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند
یہ مسائلِ تصوف یہ ترا بیان غالب	تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

یہی ہے عبادت یہی ہے دین و ایمان	کہ کام آئیں دنیا میں انسان کے انسان
کسی خاکی پر مت کر خاک اپنی نوجوانی کو	جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو
ہم نے لیا ہے دردِ دل کھو کر بہارِ زندگی	ایک گُل تر کے واسطے سارا جہاں لٹا دیا
نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے	اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا	جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نہ نکلا
کی وفا ہم نے تو لوگ اس کو جفا کہتے ہیں	ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں
الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں	لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
یہ انعامِ محبت ہے یہ اکرام محبت ہے	کہ انکے فضل سے ذاکر کا بھی مذکور ہو جانا
نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا	جو دستارِ فضیلت گم ہو دستارِ محبت میں
دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے	بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے
بادِ صبا آج کیوں بہت مشک بار ہے	شاید ہوا کے رخ پر پڑی زلفِ یار ہے
مجھے ڈر ہے اے دل زندہ تو مر نہ جائے	کہ زندگانی عبارت ہے تیرے چلنے سے
رتبے میں جسے شک ہو ابو بکرؓ و عمرؓ کے	منصف ہے تو خود پوچھ لے عثمانؓ و علیؓ سے
ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم	تھوڑا تھوڑا رفتہ رفتہ دم بدم
اپنے مولی سے اٹھ کر کے فریاد کر	دل کو سجدے میں رو رو کے آباد کر
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی	وہ قتل سے اولاد کے بد نام نہ ہوتا
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن	کون جیتا ہے تیرے زلفوں کے سر ہونے تک
تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو	دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں
آتے ہیں یہ خیال مضامینِ غیب سے	غالب صریرِ خامہ نوائے سروش ہے
جنوں کا نام خِرد رکھ دیا خرد کا جنوں	جو چاہے آپکے حسن کا کرشمہ ساز کرے
ہوا و حرص والا دل بدل دے	میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے	خدا یا فضل فرما دل بدل دے

گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں	بدل دے میرا رستہ دل بدل دے
سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں	مزا آجائے مولیٰ دل بدل دے
کروں قربان اپنی ساری خوشیاں	تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے
ہٹالوں آنکھ اپنی ما سوی سے	جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے
سہل فرما دے مسلسل یاد اپنی	خدا یا رحم فرما دل بدل دے
پڑا ہوں تیرے در پہ دل شکستہ	رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے
تیرا ہوجاؤں اتنی آرزو ہے	بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے
میری فریاد سن لے میرے مولیٰ	بنالے اپنا بندہ دل بدل دے
دل مغموم کو مسرور کردے	دل بے نور کو پُر نور کردے
میرا ظاہر سنور جائے الٰہی	میرے باطن کی ظلمت دور کردے
مئے وحدت پلا مخمور کردے	محبت کے نشہ میں چور کردے
ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی	اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے	عاشقوں کا مینا اور جام ہے
سوا تیرے کوئی سہارا نہیں	سوا تیرے کوئی ہمارا نہیں
دل میرا ہوجائے اک میدانِ ہو	تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
غیر سے بالکل ہی ہٹ جائے نظر	تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر
میرے تن میں بجائے آب و گِل	دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل
وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے	صبح ہی سے انتظارِ شام ہے
ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے	وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے
حیاتِ دو روزہ کا کیا عیش وغم	مسافر رہے جیسے تیسے رہے
دونوں جانب سے اشارے ہوگئے	ہم تمہارے تم ہمارے ہوگئے
زندگی پُر بہار ہوتی ہے	جب خدا پر نثار ہوتی ہے

آجا میری نظروں میں	سماجا میرے دل میں
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
جان دی دی ہوئی اسی کی تھی	حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
کامیابی تو کام سے ہوگی ذکر کے التزام سے ہوگی	نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی فکر کے اہتمام سے ہوگی
دشمنوں کو عیشِ آب و گِل دیا ان کو ساحل پہ بھی طغیانی ملی	دوستوں کو اپنا دردِ دل دیا ہم کو طوفانوں میں بھی ساحل دیا
کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی	کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی
ہے یہ گنبد کی صدا	جیسی کہو ویسی سنو
خدا جب حسن دیتا ہے	نزاکت آہی جاتی ہے
میرے ایام غم بھی عید رہے	ان سے کچھ فاصلے مفید رہے
صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے
بڑا مزا اس ملاپ میں ہے	کہ صلح ہوجائے جنگ ہوکر
کاش پوچھو کہ مدعٰی کیا ہے	ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
سردی ، زکام ، کھانسی	قومی نشان ہمارا
انہی کی محفل سجا رہا ہوں انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں	چراغ میرا ہے رات ان کی زبان میری ہے بات ان کی
قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا	کدھر جا رہا ہے کدھر دیکھتا ہے
جہاں میں جہاں تک جگہ پایئے	کھسکتے کھسکتے چلے جایئے
سر کٹا سکتے ہیں لیکن	سر جھکا سکتے نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں	سدا دور دوراں دکھاتا نہیں

دلِ مضطرب کا یہ پیغام ہے	تیرے بن سکون ہے نہ آرام ہے
سارے عالم میں پھر پھر کر یا رب تیرا دردِ محبت سنا کر سارے عالم کو مجنوں بنا کر لذت قرب پاکر تیری ہم	تیرا درد محبت سنائیں سارے عالم کو مجنون بنائیں میرے مولی تیری گیت گائیں لذت دو جہاں بھول جائیں
ابتداءِ عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا
کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے	اے سیلِ اشک تو ہی بہادے ادھر مجھے
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا الٰہی عطا ذرۂ دردِ دل ہو کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے	خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا میں تجھ سے ہوں یا رب طلب گار تیرا
ہم بتاتے کسے اپنی مجبوریاں	رہ گئے جانب آسمان دیکھ کر
خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر	تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تخت سلیمان تھا
گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن	اے داغ اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے
کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل	نسیم صبح تیری مہربانی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق	عقل ہے تماشائے لب بام ابھی
تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی	اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشیں ہوتی
ان حسینوں سے دل بچانے میں زخم حسرت ہزا کھائے ہیں	ہم نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں تب کہیں جاکے ان کو پائے ہیں
ہم کو جینے کا سہارا چاہئے بحر الفت کا کنارہ چاہئے غم میں بس ان کو پکارا چاہئے	غم تمہارا دل ہمارا چاہئے در تمہارا سر ہمارا چاہئے ان کے ہوتے کیا سہارا چاہئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف و تذکرہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ آزادول

(ترانۂ مدرسہ)

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

یہ ہے شمس و قمر سے بھی اعلیٰ بہت دینِ احمد کا اس میں اُجالا بہت
اسکی خدمت کا مقصد نرالا بہت رب کی رحمت ہی رحمت ہو سایہ فگن

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

اس نے درسِ محبت پڑھایا بھی ہے کفر کی ظلمتوں کو مٹایا بھی ہے
سورہے تھے جو انکو جگایا بھی ہے اسلئے یہ ہوا ہے ہمارا چمن

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

ہے یہ فیضِ رواں مفتی سنجالویؒ کا ہے یہ ابرِ کرم فخر دین شیخؒ کا
تجھ سے یارب ہماری یہ ہے التجاء لگ نہ جائے کہیں نظرِ چرخِ کُہَن

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

اسکو شامل توجہ اکابر کی ہے دینداروں کی نظرِ عنایت بھی ہے
اسکو حاصل دعاءِ زکریاؒ بھی ہے اللہ اللہ وہ کیسے تھے شیخِ زمَن

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

اسکے پیشِ نظر دعوتِ دین ہے اور وہ خود بھی ہے دعوت کا خوابِ حسیں
اِسکا طالب نہ شرقی نہ غربی بنے بلکہ سارا ہی عالم ہو اسکا وطن

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

اسکے سینے میں حُبِّ رسالت بھی ہو علم وتحقیق سے اسکو اُلفت بھی ہو
ہو کتابوں سے اسکو محبت بہت انکے اوراق بنجائیں اسکا کفن

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
حامیِ دین وملت مجاہد ہو وہ ماحیِ شرک و بدعت مُبلِّغ ہو وہ
ماہرِ فقہ و سنت معلِّم ہو وہ ہر طرف اس سے پھیلے کرن ہی کرن
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
اس میں بنتے رہیں ابرِ رحمت سدا جس سے سیراب امت رہے ہر زمن
اسکی خدمت سے راضی ہو ربِّ عُلا اس سے شاداب ہوتا رہے ہر چمن
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختمِ بخاری شریف کے موقعہ کیلئے

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
یہ بخاری ہے ایسی کتابِ ہدیٰ جسکے ہر باب میں ہے بڑی روشنی
اسکو امت نے مانا ہے بِالْاِجتماع ہے یہ سب سے ہی اعلیٰ کتابِ سُنَن
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
اسکی شرحیں اکابر نے لکھی ہیں خوب اسکی خدمت ہوئی ہے بڑی شان سے
اسکی عظمت کا قائل ہے ہر امتی اسکا ہر باب ہے بابِ سدِّ فِتَن
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
ہے امامِ بخاریؒ کی یہ یادگار جس نے انکو کیا ہے شہِ روزگار
انکی ذاتِ گرامی تھی ماہِ تمام انکی خدمت ہے دنیا میں باطل شکن
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
یہ ہے ختمِ بخاری کا جلسہ سنو اسکی برکت مشائخ میں مشہور ہے
اسکی زینت ہیں اہلِ تُقیٰ با صفا ان میں اعلیٰ سے اعلیٰ ہیں شیخِ زمن
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

اسکی انوار پھیلیں سدا چار سُو　　اس سے امت ہمیشہ ضیا یاب ہو
راہِ حق کی صداقت کا ہے یہ نشاں　　اس سے حاصل ہو سب کو جِنانِ عدَن
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

ترانہ جدید و لذیذ

رومیِ وقت کی روشنی اس کو حاصل ہوئی　　علم وحکمت سے ان کی ہوا موجزن
(یعنی حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ)
اختر شاہ محمد کے آنے سے وہ　　ہوگیا گلشن رشکِ دیگر چمن
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
محبت و معرفت حق تعالیٰ کی اب　　ہوگئی اب تو بس ان کی جانِ سخن
نورِ اختر کے فیضان نے کردیا　　اب تو چاروں طرف بس کِرن ہی کرن
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
اللہ اللہ وہ کیسے ہیں شیخ عجم　　آگئے ان کے دربار میں ساکنان حرم
ہوگئے وہ مجدد زمانہ کے اب　　بد نگاہی کا موضوع ہے ان کا سخن
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
نفس کا تزکیہ مقصدِ اولین　　تاکہ ہوجائے ہر بندہ مولیٰ نشیں
ہے دعا حق تعالیٰ کی درگاہ میں　　ہم کو ارزاں کرے رتبۂ صادقیں
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
فضلِ رحمٰں ہی ہے اک سہارا میرا　　کام اس سے ہی ہوگا یہ میرا یقیں
اے خدا اس سے سن لے دعاءِ حزیں　　کردے اس کو وہاں پر **مِن المفلحیں**
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترانہ مدرسہ دعوۃ الحق آزادول

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

مدرسہ دعوۃ الحق ہے اِک گارڈن اس میں رہتے اور بستے ہیں ہم رات دن
اس کی آغوش ہے اب ہمارا وطن اس میں کھاتے اور پیتے ہیں ہم رات دن

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

اس میں آنے کا مقصد ہمارا ہے دیں اس میں لکھتے اور پڑھتے ہیں ہم رات دن
حق تعالی کا دین ہم نے سیکھا ہے یاں اس کی رحمت کے سایہ میں ہیں رات دن

(حی النزھہ مکہ مکرمہ) یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن (۱۳/ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ ۱۹/۱۱/۲۰۱۰ء)

دین کو سیکھنا اور سکھانا ہے بس اِس میں دینی فضا ہے عجیب و غریب
دینِ اسلام کا ہے اجالا یہاں سنتِ مصطفیٰ پر عمل ہے یہاں (ﷺ)

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

دین ِ اسلام کی عظمتوں کا نشاں اسلئے ہی یہ قائم ہوا ہے یہاں
رب کی توحید ہی اس کی تعلیم ہے شرک سے دور رہنے کی تلقین ہے

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

ہم نے سیکھا نمازوں کو پڑھنا یہاں اب نہ چھوڑیں گے ہرگز کبھی بھی انہیں
ذکر سے ہم کو الفت ہوئی ہے یہاں اب نہ چھوڑیں گے اس کو رہیں بھی جہاں

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

ہم نے پایا ہے قرآن میں اِک سکون اس کے وعدوں میں پایا ہے ہم نے یقیں
ہم نہ چھوڑیں گے اس کی تلاوت کبھی اس کے الفاظ میں ہے بڑی چاشنی

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

اب گناہوں سے بچنے کی ہے ہم کو فکر   دور رہتے ہیں اب ان سے ہم رات دن
یا الٰہی بچا ہم کو ہر اثم سے   یاد کرتے رہیں تجھ کو ہم رات دن

(عزیزیہ مکہ مکرمہ)   یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن   (۱۴/ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ ۲۰/۱۱/۲۰۱۰ء)

اس مدرسہ کا فیضان جاری رہے   اس سے فیضیاب ہوتے رہیں طالبیں
اس کی خدمت سے راضی ہو ربِ جہاں   فضلِ رحمں ہو حاصل اسے رات دن

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

آمین یارب العالمین

(حرم شریف مکہ مکرمہ)

(۱۵/ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ ۲۱/۱۱/۲۰۱۰ء)

میری زیست کا سہارا   میری زندگی کا حاصل
تیرے عاشقوں میں جینا   تیرے عاشقوں میں مرنا
یہ تیری عطاء ہے یا رب   یہ تیرا ہے فضل پنہاں
میرا نالۂ ندامت   تیرے سنگِ در پہ کرنا
تیرا درد کیا ہے یا رب   مجھے کچھ خبر نہیں تھی
تیرے اولیاء سے سیکھا   تیرے سنگِ در پہ مرنا
میرا ہر خطا پہ رونا   یہی ہے میری تلافی
تیری رحمتوں کا صدقہ   مرا جرم عفو کرنا
تیری شان جذب ہے یہ   تیری بندہ پروری ہے
میری جان و دل کا تجھ کو   ہمہ وقت یاد کرنا
کسی اہل دل کی صحبت   جو ملی کسی کو اختر
اسے آگیا ہے جینا   اسے آگیا ہے مرنا

(فارسی)

چوں بگریم خلقہا گریاں کنند	چوں بنالم چرخہا نالہ کنند
کشتگان خنجرِ تسلیم را	ہر زماں از غیب جانِ دیگر است
اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن	گر بدم من سر من پیدا مکن
آہ را جز آسماں ہمدم نبود	راز را غیر خدا محرم نبود
شکر نعمتہائے تو چنداں کہ نعمتہائے تو	عذرِ تقصیراتِ ما چندانکہ تقصیراتِ ما
تا مرد سخن نہ گفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد
یک زمانہ صحبتے با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء
ایں سعادت بزورِ بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ
اے خوشا چشمے کہ آں گریانِ او ست	اے ہمایوں دل کہ آں بریانِ اوست
نامِ او چو بر زبانم می رود	ہر بنِ مو از عسل جوئے شود
اللہ اللہ ایں چہ شیرین ست نام	شیر و شکر می شود جانم تمام
اندک اندک خیلے شود	قطرہ قطرہ سیلے شود
میانِ عاشق و معشوق رمزیست	کراماً کاتبین را ہم خبر نیست
رحمتِ حق بہا نمی جوید	رحمتِ حق بہانہ می جوید
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز	کبوتر با کبوتر باز با باز
بر سفر رفتنت مبارکباد	بہ سلامت روی و باز آئی
تمتع زہر گوشۂ یافتم	ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم
ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم	کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

من مثال لالۂ صحرا ستم	درمیانِ انجمن تنہا ستم
شمع را تنہا تپیدن سہل نیست	آہ یک پروانۂ من اہل نیست
انتظار غم گسارے تا کجا	جستجوئے راز دارے تا کجا
نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن	کہ جا ہا سپر باید انداختن
من تو شدم تو من شدی	من جاں شدم تو تن شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں	من دیگرم تو دیگری
بالائے سرش ز ہوش مندی	می تافت ستارۂ بلندی
اہل دل آنکس کہ حق را دل دہد	دل دہد اورا کہ دل را می دہد
زانکہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب	من ملک نیم روز بیک جو نمی خرم
گلے خوشبوئے در حمام روزے	رسید از دستِ محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری	کہ از بوئے دلآویزِ تو مستم
بگفتا من گِلِ ناچیز بودم	و لیکن مدتے با گُل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد	وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم
تازہ خواہی داشتن چوں داغہائے سینہ را	
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را	
یتیمے کہ نا کردہ قرآن درست	کتب خانۂ ہفت ملت بشست
مرد باید کہ ہراساں نہ شود	مشکلے نیست کہ آساں نہ شود
و گر بر سرِ موئے بر تر پرم	فروغِ تجلی بسوزد پرم
حسنِ یوسف ، دمِ عیسیٰ ، یدِ بیضا داری	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
آنکس کہ نداند وندانند کہ نداند	در جھلِ مرکب ابد الدھر بماند
گر ہوائے ایں سفر داری دلا	دامنِ رہبر بگیر و پس بیا
بے رفیق ہر کہ شد در راہِ عشق	عمر بگذشت نہ شد آگاہِ عشق

کارے مَرداں روشنی و گرمی است	کارے دوناں حیل و بے شرمی ا ست
صحبتِ نیکاں گر یک ساعت است	بہتر از صد سالہ زہد و طاعت است
گرچہ عصیاں بے عددامانظر بررحمت ست	آیت لاتقنطوا برخود گواہ آوردہ ام
چار چیز آوردہ ام شاہا کہ در گنجِ تو نیست	بے کسی و حاجت و عجز و گناہ آوردہ ام
بر گناہِ من مَبین و بر کریمیت ببیں	زانکہ بہر ایں مرض تو بہ دوا آوردہ ام
توبہ کردم توبہ کردم رحم کن رحمت نما	چوں بدرگاہ تو خود را در پناہ آوردہ ام
باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست	در باغ لالہ روید و در شور بوم خس
نعرۂ مستانہ خوش می آیدم	تا ابد جاناں چنیں می بایدم
زندہ کنی عطائے تو	ور بکُشی فدائے تو
دل شدہ مبتلائے تو	ہرچہ کنی رضائے تو
نیم جاں بستاند و صد جاں دہد	آنچہ درو ہمت نیاید آں دہد
گر ز باغِ دل خلالے کم بود	بر دلِ سالک ہزاراں غم بود
جزاک اللہ کہ چشمم بازکردی	مرا با جانِ جاں ہمرازکردی
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم	گہے بر پشت پائے خود نہ بینم
ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم	الا حدیث یار کہ تکرار میکنیم
ہر بلائے کز آسماں آید	گرچہ بر دیگرے قضاء باشد
بر زمین چوں رسد می پر سد	خانۂ انوری کجا باشد
گر نہ گرید طفل کے یابد لبن	گر نہ گرید ابر کے خندد چمن
بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق	ہر ہوس نا کے نداند جام و سندان باختن
بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن	اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید
دل بدست آر کہ حج اکبر ست	از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر ست
کعبہ بنیاد خلیل و ھاجر است	دل یاد گار جلیل اکبر است

فہرست کتب ادارہ احیاء سنت

۱۔ ھدیۃ الدراری (مقدمہ صحیح بخاری) (اردو)

۲۔ ھدیۃ الاحوذی (مقدمہ جامع الترمذی) (اردو)

۳۔ تنویر الحاوی فی تذکرۃ الامام الطحاویؒ (اردو)

۴۔ قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور اذکار کا ثبوت (اردو، انگریزی)

۵۔ تعدیل ارکان لملا علی قاری (عربی مع اردو ترجمہ)

۶۔ عیدگاہ کی سنیت (اردو، انگریزی)

۷۔ ڈاڑھی، مونچھ اور بال کے مسائل (اردو، انگریزی)

۸۔ نماز کی حفاظت اور اسکی پابندی (اردو، انگریزی)

۹۔ خطبات حجۃ الوداع (اردو، انگریزی)

۱۰۔ صحیح اور مناسب تر مسافت قصر (اردو)

۱۱۔ شب براءت کی حقیقت مع ضمیمہ (اردو، انگریزی)

۱۲۔ عمامہ، ٹوپی، کرتا (اردو، انگریزی)

۱۳۔ محرم و عاشوراء، فضائل و مسائل (اردو، انگریزی)

۱۴۔ اصلاح نفس اور تبلیغی جماعت (انگریزی)

۱۵۔ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اور جماعتِ تبلیغ (اردو، انگریزی)

۱۶۔ معدل الصلوۃ للامام البرکوی (عربی مع اردو ترجمہ)

۱۷۔ تذکرہ صاحب ہدایہ (اردو)

۱۸۔ مقالات عربی (عربی)

۱۹۔ مقالات اردو (اردو)

۲۰۔ کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ (اردو، انگریزی)

۲۱۔ گنجینۂ اشعار معرفت (افادات مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ) (عربی اردو فارسی)

۲۲۔ سوانح مولانا فضل الرحمٰن صاحب (اردو، انگریزی)

۲۳۔ مقدمہ قراءات اور تذکرہ ائمہ قراءات (اردو)

۲۴۔ مقدمہ علم التفسیر و علم الحدیث (اردو)

۲۵۔ تذکرہ امام بن ماجہ و امام نسائی (اردو)

۲۶۔ تذکرۃ الحفیظ (تذکرہ قاری حفیظ الرحمٰنؒ والد محترم مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ)

۲۷۔ اماطة اللثام عن توارث العمام (عربی)

۲۸۔ سیرت امام محمدؒ ترجمہ : بلوغ الأمانی (علامہ کوثریؒ)

۲۹۔ سیرت امام ابو یوسفؒ (ترجمہ حسن التقاضی)

۳۰۔ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے مواعظ ثلثہ تبلیغ سے متعلق

۳۱۔ PRESERVATION & Integrity oF Hadith

۳۲۔ THE OBLIGATION OF TAQLID

TEL : + 011 413 2414 --------- 083 297 8648